Lesson 3: Yunus (Ayaat 31- 52): Day 10

سُوۡرَةُ یُونس کی تفسیر

آیت 34 سے اب سوال نمبر چھ شروع ہو رہا ہے۔ پہلے پانچ سوال ہو چکے۔ اب اگلے سوال

قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآٮِٕكُمۡ مَّنۡ يَّبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ

(ان سے) پوچھو کہ بھلا تمھارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے کہ مخلوق کو ابتداً پیدا کرے (اور) پھر اس کو دوبارہ بنائے؟

کہا جارہا ہے کہ جن کو تم پوجتے ہو، جنکی باتیں مانتے ہو۔ کیا اُن میں کوئی ہے جو پہلی دفعہ پیدا کرسکے یعنی (Origional copy) بنا سکے۔ یہ بتاؤ کیا وہ اسکی copy بھی کر سکتے ہیں اللہ نے ایک پیارا بچہ دے دیا۔ کسی سے کہو اس بچے کی ایک copy بنادو، تو کیا کرسکتے ہیں ایسا؟ اس سوال کا کوئی جواب نہیں اُن کے پاس تو اللہ کہتے ہیں تم خود ان کو کہہ دو؛

قُلِ اللّٰهُ يَـبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ‌ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳۴﴾

کہہ دو کہ خدا ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تو تم کہاں اُلٹے جا رہے ہو۔

یہاں سارے لفظوں میں ردھم ہے۔ ایک لفظ ہوتا ہے "خود بھٹکنا" لیکن تُؤۡفَكُ مجہول ہے۔ تمہیں خود نہیں پتہ کہ تمہارے دماغوں کو کیا ہو گیا ہے، تم کہاں پلٹائے جارہے ہو۔ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ مالک کا تم پہ کتنا اختیار ہے۔ یہاں "توحید" کا ایک بہت پیارا نقطہ سمجھ آتا ہے کہ، 'جو خالق ہوتا ہے وہی مالک بھی ہوتا ہے۔ تمام copy rights بھی اُسی کے پاس ہوتے ہیں۔

اللہ نے یہ دنیا اپنی مرضی سے بنائی۔

جب قبروں سے اُٹھائے گا تب بھی اپنی مرضی سے اُٹھائے گا۔ پیچھے ایک سوال ہوا تھا کہ وہاں یہ آنکھیں کیسے دیکھیں گی تو وہاں Renovation ہو گی۔ جیسے دنیا میں روح کو ایک عارضی لباس پہنایا ہوا ہے۔ لیکن جو اپنا مستقل لباس پہننے کو ملے گا، وہ جنت میں ملے گا۔ اللہ نے دنیا میں بھی نعمتیں دیں، تو وہاں بھی دے گا۔ ہر چیز اُس کے حکم سے چل رہی ہے۔ تم پلٹو نہیں۔

لفظ تُؤۡفَكُوۡنَ ف ق ن سے ہے۔ طوفان کو کہتے ہیں۔ سورۃ نور میں پڑھیں گے 'وکیف' حضرت عائشہ پر جو الزام لگا تھا، وہ بھی یہی ہے۔ 'بہتان' کے معنی میں آتا ہے۔ کسی چیز کا اس کے اصل رُخ سے منہ پھیرنا۔ اسی سے ہے کہ کسی کو اُس کی رائے سے پھیرنا، مقصد سے ہٹا دینا۔ یہاں کس طرف پھرنے کی بات ہو رہی ہے کہ تمہاری توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیئے۔ یہ کون ہے جو تمہیں نفس اور شیطان کی طرف بُلا رہا ہے۔ اسی طرح تمہاری توجہ آخرت کی طرف ہونی چاہیئے تھی، تم دنیا کی طرف پھر گئے۔ ہوا کیا کہ تم زندگی کا اصل مقصد بھول گئے۔ لہٰذا فکر کرو۔

سوال نمبر 7 آیت 35۔ یہ آج کے سبق کی theme آیت ہے۔

قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَـقِّؕ

پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھائے۔

کہا جا رہا ہے کہ تمہارے ساتھیوں، دوستوں، پیاروں میں یا جس کو بھی تم پوجتے ہو وہ چاہے تمہارا بُت ہے، بزرگ ہے یا معاشرہ ہے، کوئی ایک بھی ایسا ہے جو تمہیں حق کی طرف بلاتا ہے۔ جس کو تمہاری

آخرت کی فکر ہو۔یعنی پورے کا پورا معاشرہ ہی بگڑا ہوا تھا۔جب یہ حالات ہوں تو پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نبیوں کو بھیجتا ہے۔مکہ والے ایسے ہی بگاڑ کا شکار تھے جیسے آج کے دور کے لوگ۔

بڑے درد سے اللہ سے معافی مانگتے ہوئے ایک جملہ بولنے لگی ہوں کہ اگر آج اللہ کے نبی آخری نبیؐ نہ ہوتے تو لگاتار نبی آرہے ہوتے۔اتنا بگاڑ ہے اس وقت دنیا میں۔قرآن تو پڑھ لیتے ہیں لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ اب اس قرآن کو کدھر لے کے جانا ہے۔پوری سوسائٹی اُلٹی پڑی ہے۔وہ کہتے ہیں نہ "تھا نہ خوب وہی خوب ہوا۔

"غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر"

ایک وہ انسان ہے جسے پتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور یہ بُری بات ہے۔یہ تو curable ہوتا لیکن ایک وہ ہے جو جھوٹ بولے اور سچ لکھ دے۔اُسے کیا کہیں گے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ

ہم کسی جگہ گئے تو مجھے وہاں ایسا لگ رہا تھا کہ جو ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہے اور جو نہیں ہونا چاہیئے وہ ہے تھا۔ایسے لوگوں کو غریب ہی کہا جاسکتا ہے۔صرف دولت کی غربت نہیں ہوتی علم کی غربت بھی ہوتی ہے۔، فہم کی غربت بھی ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کو دل کرتا ہے کہ کچھ دے دیا جائے۔یہ ہماری مدد کے مستحق ہیں۔انہیں نہیں پتا کہ کوئی فوت ہو جائے تو کیا کرنا ہے۔علم نہ ہونے کی وجہ سے بُری چیزیں بھی اچھی لگنے لگتی ہیں۔اونچی آواز میں میوزک کانوں کو پھاڑتا ہے لیکن لوگوں کو اچھا لگتا ہے۔قرآن اور اَذان کی سُریلی آواز انہیں اچھی نہیں لگتی۔تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ایسے لوگوں سے کہہ دو "کوئی ہے جو تمہیں حق کی طرف بُلائے"

یہاں خود سے پوچھیں کہ کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے لیئے بھی کوئی حق کا راستہ کھولا ہوا ہے؟

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِىْ لِلْحَقِّ ؕ

کہہ دو کہ خدا ہی حق کا رستہ دکھاتا ہے۔

اس رب کا نام "الھادی" ہے۔ اس کا معنیٰ کیا ہے۔ حضرت آدم اور حوا سے کیا ہوا وعدہ۔ کہ جاؤ اب دنیا میں۔ اب کتابیں، نبی، صحیفے آئیں گے تو پھر ھدائیت کی پیروی کروگے تو تمہیں کوئی غم اور خوف نہیں ہو گا۔ اللہ نے اُس دن وعدہ کیا تھا کہ "اے آدم! میں تجھے اور تیرے بچوں کو بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑوں گا"

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِىْ لِلْحَقِّ ؕ سب سے پہلے حق کی طرف بلانے والا "اللہ" ہے

وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ۔ اللہ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کیسے انسان کو حق کی طرف بُلاتا ہے؟

1۔ وعدہ الست۔ فطرت میں ہے کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" اللہ کی طرف سے انسان کی پہلی رہنمائی

2۔ عقل، شعور دیا۔ حق و باطل کا فرق سمجھایا

3۔ آثارِ کائنات، سائنس۔ اللہ نے اپنی نشانیاں بتائیں

4۔ وحی، کتابیں، نبی، صحیفے سب اُمتِ مسلمہ کو حق کی طرف بُلاتے ہیں۔ قرآن وحدیث، نبیؐ کے معجزے یہ سب يَهْدِىْ لِلْحَقِّ ہیں۔ "سیرت" بھی اسی میں آتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں کہ تم حق کا ساتھ دیتے ہو یا نہیں؟ اکثر نہیں دیتے کیوں کہ اس کے ساتھ pump & show نہیں ہوتا۔ گلیمر نہیں ہوتا۔ اس کے لیئے تو ہجرتیں، قربانیاں، مال، وقت سب کچھ اللہ کی راہ میں لگانا ہوتا ہے۔ جب انسان کو پتا چل جاتا ہے کہ حق کا بول بالا ہے تو اُسے پتھروں پہ رینگتے ہوئے بھی آنا پڑے تو وہ یہ راستہ نہیں چھوڑتا۔

ایک student تھیں تو وہ کہتی تھیں کہ اب اگر آپ لوگ مجھے نکال بھی دیں گے تو میں تب بھی نہیں چھوڑوں گی۔ اس اسکول کی سیڑھیوں میں آکے بیٹھ جاؤں گی کیونکہ مجھے پتا ہے یہ حق کا راستہ ہے۔ حق کو ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ نبی کریمؐ کے ساتھ 13 سال میں کچھ لوگ تھے اور وہ کیوں آئے يَهْدِىْ لِلْحَقِّ۔ وہ صرف حق کے لیئے آئے تھے۔ اُس وقت jobs offer نہیں ہوئیں۔ اُس وقت ہجرتوں کے، قربانیوں کے، پتھروں کے تحفے تھے۔ خاندان چھُٹ گئے، ہر گھر میں نبی کریمؐ کے خلاف propaganda تھا۔ 13 سالوں میں مکہ میں نبی کریمؐ اور ان کے ساتھیوں کی کسی سے کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی لیکن پھر بھی سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ لوگوں میں جدائیاں ڈلواتے ہیں، خاندانوں کی لڑائیاں کرواتے ہیں۔ سورۃ انفال میں ہم نے پڑھا تھا کہ ابو جہل نے بدر کی جنگ میں جاتے ہوئے کعبہ کا غلاف پکڑ کے کہا تھا کہ "اے اللہ جو تیری نظر میں رشتوں کو کاٹنے والا ہے، آج تو اُس کو کاٹ دے"۔ کیونکہ اُس کو یقین تھا کہ اللہ کے نبیؐ کی وجہ سے گھروں کا سکون برباد ہو گیا ہے۔

آج اگر کوئی بیوی اپنے شوہر سے صرف اتنا کہہ دے کہ آج سے میں آپکی خدمت اس شرط پہ کروں گی کہ آپ ساری نمازیں پڑھیں تو دیکھیں کیسے ساسوں کا شور اُٹھتا ہے کہ بڑی مولوی اور مولانا بن گئی ہیں۔ تو اُس وقت مکہ میں صرف social war تھی۔ رنگ میں بھنگ ڈل گیا تھا۔ اُنکی ساری ساری

رات محفلیں سجتی تھیں۔ چوپال بنائے ہوئے تھے۔ آج بھی عرب کلچر میں ویک اینڈ پہ صحراؤں میں جاتے ہیں اور وہاں خیمے لگا کے BBQ اور موج مستی کر کے صُبح فجر پڑھ کے گھروں کو آتے ہیں۔ یہ تو آج کی بات ہے تو دورِ جاہلیت میں اُنکو لگتا تھا کہ اس بندے نے تو ہماری ہر چیز کو خراب کر دیا۔

اُس وقت میں نبی کریمؐ کے ساتھیوں کو کوئی glamour نہیں دکھائی دے رہا تھا لیکن مکہ سے مدینہ آئے ہوئے آٹھ سال گزرے کہ فتح مکہ کی خوشخبری دے دی گئی۔ لوگ ایک ایک کر کے مسلمان ہو رہے تھے، اب فوجوں کی فوجیں داخل ہونے لگیں۔ مکہ سے ہجرت کی تو ایک سو کچھ لوگ تھے۔ کچھ لوگ مدینہ میں بھی تیار ہو چکے تھے۔ ایک سال بعد غزوہ بدر ہوئی تو 313 تو ساتھ نکلے، کچھ گھروں میں موجود تھے۔ غزوہ اُحد میں 1000 نکلے، 300 کو عبدُاللہ بن اُبی توڑ کے مقامِ شُھد پہ لے گیا۔ خود نکلا تو اپنے ساتھ تیسرا حصہ نکال کے لے گیا۔ غزوہ حُنین پہ آجائیں تو 10،000 لوگ تھے، تقریباً 2000 پیچھے بھی تھے۔ 12،000 ہو گئے اسکے بعد 8 ہجری کو مکہ فتح ہوا تو نبی کریمؐ کے ساتھ 10،000 لوگ تھے۔ اسکے بعد 10 ہجری کو ایک لاکھ لوگوں نے نبی کریمؐ کے ساتھ حج کیا۔ یہ فرق سمجھا کریں۔ حق کو سمجھنے والا ساتھ دے گا۔

بات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیؐ کی "سیرت" ہمارے لیے کھلی کتاب ہے۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ حق کو فتح ہے۔ اگر آپ حق کی تلاش میں ہیں تو آپ کو نبیوں کا مشن پیارا لگے گا۔ اس کے راستے میں رکاوٹیں آتی ہیں لیکن جو اس پہ جم گیا اُن کے لیے خوشخبریاں ہیں۔ يَهْدِىٓ لِلْحَقِّ کی پوری تصویر دیکھیں تو اللہ نے دکھا دیا کہ آخری غلبہ حق کا ہو گا۔

یہاں پہ سوال پورے ہوئے۔اب جو سوال تھا کہ کون ہے جو تمہیں حق پر لاتا ہے تو اُسکی description ہے

اَفَمَنۡ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ یُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا یَہِدِّیۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ یُّہۡدٰی ۚ فَمَا لَکُمۡ ۟ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۳۵﴾

بھلا جو حق کا رستہ دکھائے وہ اس قابل ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ کہ جب تک کوئی اسے رستہ نہ بتائے رستہ نہ پائے۔تو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو؟

یہ قرآن کا بڑا پیارا انداز ہے۔جب سوالوں کے جواب آتے ہوں تو اللہ تعالیٰ زیادہ بات نہیں کرتے، کہتے ہیں 'خود سوچو' فَمَا لَکُمۡ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

یہ ہمیں کہا جارہا ہے کہ جو ہدایت کی طرف بلانے والا تمھارا مخلص ہے، وہ چاہیئے، یا وہ جو دنیا کے چار دن کے مزے دے۔اس کا جواب نہیں دیا گیا۔کہا! تم خود سوچو۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریمؐ کو جب کوئی عام سوال پوچھتا تو آپؐ فرماتے، اپنے دل سے پوچھو، شائد لوگ تمہیں فتویٰ بھی دیں۔

اللہ کہہ رہا ہے کہ اپنی عقل استعمال کرو۔ آپ اپنی عقل سے پوچھیں اگر خدا نخواستہ یہ میری زندگی کا آخری مہینہ ہو، آخری ہفتہ ہو، آخری دن یا آخری لمحہ ہو تو کون ہے جو آگے میرے کام آئے گا۔ میرا گھر، میرے رشتہ دار، میرے بھائی بہن، میرے کپڑے، میری شاپنگ میری جیولری، سب پیچھے رہ جائیں گے صرف وہ یاد آئے گا جو حق کے راستے پہ لے کے جارہا ہے۔ جس کو یہ بات سمجھ آ گئی اُس کو تو کوئی فکر نہیں۔یہ قرآن آپ کو کہاں بے خوف کر دیتا ہے؟ کیونکہ اللہ کا خوف آنے لگتا ہے۔

یہ قرآن دنیا کی تمنا بھلا کے آخرت کی تمنا لگا دیتا ہے۔ قرآن غیر محسوس طریقے سے انسان کو چھانتا ہے۔ آپ گنیں کہ اس آیت میں 'ھُدًا' اور ھُدا' کا لفظ کتنی دفعہ آیا ہے تو چھ دفعہ ھدایت کا لفظ اور چار دفعہ حق کا لفظ آیا ہے

لفظ، "ھدایت" کو سمجھتے ہیں۔ "ھ، د، ی" اسکا روٹ ہے۔ اور اس سے ہدیہ بھی بنتا ہے۔ ہدایت اللہ کا ایک تحفہ ہے۔ جس کو یہ مل جائے پھر اُس کو کسی اور تحفے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسکا اصل معنی "نقل و حرکت" ہے۔ ہلانا جُلانا، ایک طرف سے ہٹ کے دوسری طرف جانا

عرب لوگ جب دلہن کی ڈولی کو لڑکے کے گھر چھوڑتے تھے تو کہتے تھے، لڑکی چلی گئی، اُس کے شوہر کے گھر۔ یہ ڈکشنری کے معنی ہیں۔ یعنی لڑکی اپنے اصلی گھر چلی گئی۔ تو ایسے ہی جب ھدایت ملے گی تو اصلی مقام کی طرف جانے کی کوشش ہو گی۔ جو اچھا نہیں لگتا تھا، اچھا لگنے لگے گا۔ معیار بدلنے لگے گا۔ آپ گیارہ پارے پڑھ چکے اور آپ کے اندر کوئی حل چل نہیں تو سمجھیں ھدائیت نہیں آئی۔

ھدایت کے دس درجے ہیں۔ آپ چلنا شروع کریں، آہستہ آہستہ اوپر جاتے جائیں گے۔ ھدایت ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانے کا نام ہے۔ اس دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی دنیا کی طرف جانا۔ جن چیزوں کو ہم اہمیت نہیں دیتے وہ سب سے اہم ہونے لگتی ہیں۔

خود سے پوچھیں کہ کیا میری زندگی میں تبدیلی آرہی ہے؟

اس کا دوسرا معنی: ھدایت کا لفظ "ہدیہ" سے بھی ہے۔ ھ، د، یِ، اسکا روٹ ورڈ ہے۔ ھدی بھی اسی سے ہے۔ جسکے معنی قربانی کے ہیں۔ سورۃ مائدہ کے شروع میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ تو ھدایت قربانیاں مانگتی

ہے۔ جو انسان اس پہ آتا ہے اُسے بہت کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ پیاری جگہیں، پیارے رشتے، پیارے ڈریسز۔ جو چیز شریعت سے ٹکراتی ہو وہ قربان کرنی پڑے گی، پھر ھدایت ملے گی۔ اپنی سوچ کو بدلنا اور اللہ کے حکم کے مطابق خود کو ڈھالنا بھی ھدایت میں آتا ہے۔

ہم اپنی جسمانی خرابیوں کو تو سیدھا کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی سوچ کو سیدھا نہیں کرنا چاہتے، اپنے عقیدے کو سیدھا نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے خاندان، برادریوں کے راستے فرق تھے، ہم ان کے اوپر چلنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے انسان کا مسئلہ۔ اس آیت کا آخری مطلب کیا ہے کہ جب اللہ کو سب کچھ مانتے ہو، الرحمٰن، الرحیم۔ تو پھر آج سے دل کی گہرائیوں سے اُسے "الھدٰی" مان لو۔ جس نے راستہ بنایا، وہی اُس راستے پہ چلائے گا تو منزل ملے گی۔